

## 31781- دھوکہ دینے والی کمپنی میں کام کرنا، اور ایسی کمپنی میں کام کرنے کا حکم جس کی بعض قسموں میں مباح اور بعض میں حرام کام ہوتے ہوں

سوال

ایک کمپنی جس میں حلال اور حرام دونوں کام ہوتے ہیں اور مسروقہ اشیاء فروخت کرتی اور دھوکہ دیتی ہے، کیا اس میں کام کرنے کے تխواہ لینی حلال ہے؟  
اگر وہ اس کمپنی سے کام ترک کرتا ہے تو جو بھی کام کرے اس میں جی شرعی ممنوعات پانی جائیگی، لہذا اسے کیا کرنا چاہیے؟  
کیا وہ اپنا کام کرتا رہے یا پھر کام چھوڑ کر بچوں کو بھوکار کئے، بچوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہے؟

پسندیدہ جواب

اگر تو آپ کے کام سے ان کے دھوکہ و فراؤ اور چوری میں کسی بھی طرح اور کسی بھی شکل میں معاونت ہوتی ہو تو یہ کام جائز نہیں ہے۔

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

۱۹۷۳- (اور تم نیکی و بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے رہا کرو، اور برائی گناہ اور ظلم و زیادتی میں ایک دوسرے کا تعاون مت کرو)۔ المائدۃ (۲)۔

لیکن اگر آپ کا کام حرام کاموں سے بعید ہے، اور کمپنی کی اور بھی حصے ہیں جو حرام لین دین نہیں کرتے، تو کمپنی کے مباح کام والے حصہ میں آپ کام کر سکتے ہیں، لیکن شرط وہی ہے کہ حرام کام میں کوئی معاونت نہ ہوتی ہو۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

"سودی اداروں میں ملازمت کرنی جائز نہیں، اگرچہ انسان چوکیدار، یا ڈرائیور ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ اس کا سودی اداروں میں ملازمت کرنے سے ان اداروں پر رضامندی لازم آتی ہے؛ کیونکہ جو کوئی کسی چیز کا انکار کرتا ہے اس کے لیے اس چیز کی مصلحت میں کام کرنا ممکن نہیں، اور جب اس کی مصلحت میں کام کرے تو وہ اس سے راضی ہے، اور حرام چیز کی رضامندی سے اس کے گناہ کا حصہ بھی اسے ملے گا۔"

لیکن جو شخص خود لکھتا، اور احاطہ قید میں لاتا، اور وصول کرتا، اور جاری وغیرہ کرتا ہے، وہ بلاشک و شبہ ڈائریکٹ حرام کے لیے ہے، اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، اور سود کھلانے والے، اور سود کے دونوں گواہوں، اور سود لکھنے والے پر لعنت فرمائی، اور فرمایا :  
یہ سب برابر ہیں"

ویکھیں : فتاویٰ اسلامیہ (401/2)

آپ پر واجب ہے کہ حرام کام کرنے والی اقسام سے مالکوں کو منع کریں، اور انہیں یہ معاملات ترک کرنے کی نصیحت کریں، اور آپ پر یہ بھی واجب ہے کہ : اگر آپ استطاعت رکھتے ہوں تو خریداروں کو بھی نصیحت کریں، اور سماں میں پائے جانے والے عیب کے متعلق انہیں آگاہ کریں۔

اور رہا مسئلہ کہ کوئی دوسرے کام ملتا ہی نہیں، تو یہ بات صحیح نہیں، اور یہ ایک شیطانی و موسہ ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے :

[اُر جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نسلنے کی راہ بنادیتا ہے، اور اسے رزق بھی وہاں سے دینا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔]

اس لیے مباح اور جائز کام بہت زیادہ ہیں، لہذا آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، اور اس پر توکل کرتے ہوئے حرام سے اجتناب کریں۔

اور یہ کہ: بچے بھوکے مریں گے، ہم آپ سے پوچھنا چاہیں گے کہ کیا ان کا بھوکا مرنا افضل ہے۔ اگر ان کی موت فرض کر لی جائے۔ یا کہ آپ ان کی وجہ سے آگ میں داخل ہو جائیں؟!

پھر اللہ تعالیٰ تزوہ ذات ہے جس نے انہیں پیدا فرمایا، اور ان کا رزق بھی اپنے ذمہ لیا، جیسا کہ مندرجہ ذیل فرمان باری تعالیٰ میں ہے:

[اُر آسمان میں تمہارا رزق ہے، اور وہ بھی جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جا رہا ہے۔]

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[اُر قم اہنی اولاد کو فقر و تنگ دستی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم انہیں اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں، بلاشبہ انہیں قتل کرنا بہت بڑی فلسفی ہے۔]

اور پھر اللہ تعالیٰ نے توہر انسان کا رزق اس کے ماں کے پیٹ سے باہر آنے سے قبل کا بھی لکھ دیا ہے، لہذا آپ عرش عظیم کے مالک سے فقر اور تنگ دستی سے نہ ڈریں، لیکن اگر ڈرنہ ہی ہے تو پھر اپنے نفس امارہ سے ڈریں جو برائی پر ابھارتا اور فتوں و معاصی اور گناہوں کی جرأت دلاتا ہے، اور آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد رکھیں:

"جو گوشت بھی حرام (کھا کر) پلا اور زیادہ ہوا ہوا س کے لیے آگ زیادہ اولی اور بہتر ہے"

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ترمذی میں (614) روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح ترمذی میں صحیح کہا ہے۔

حدیث میں لفظ "یربو" کا معنی زیادہ ہونا اور بڑھنا ہے۔

اور "سخت" حرام کو کہتے ہیں۔

ذیل میں یہم خلیفہ راشد عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت کے چند ایک واقعات پیش کرتے ہیں:

ایک بار عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس مسلمانوں کے بیت المال کے لیے کچھ سبب آئے تو ان کے چھوٹے بیٹے نے ایک سبب لے لیا، تو عمر نے اس کے ہاتھ سے بہت شدت کے ساتھ وہ سبب چھینا کہ بیٹا روتا ہوا اس کے پاس چلا گیا، تو ماہ نے بازار سے بچے کے لیے سبب خرید کر دیا، جب عمر و اپس آئے اور گھر میں داخل ہوئے تو سبب کی خوبصورتی کی توکننے لگے:

اے فاطمہ، کیا تو نے اس مال سے کچھ لیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا نہیں، اور انہیں بتایا کہ اس نے اپنے بیٹے کے لیے اپنے مال سے سبب خریدا ہے۔

تو عمر رحمہ اللہ تعالیٰ کہنے لگے:

اللہ کی قسم، میں نے اس سے سبب چھینا تو ایسے لگا کہ میں نے اپنے دل سے چھینا، لیکن میں نے یہ ناپسند کیا کہ مسلمانوں کے مال سے ایک سبب کے سبب اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو ضائع کر دوں۔

دیکھیں : مناقب عمر بن عبد العزیز (190)۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دن عشاء کی نماز کے بعد اپنی بیٹیوں کو سلام کرنے لگے، جب ان کی بیٹیوں کو محسوس ہوا تو انہوں نے اپنے مونہوں پر ہاتھ رکھ لیے اور ان سے دور ہو گئیں، تو عمر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دیکھ بھال کرنے والی عورت سے کہا : انہیں کیا ہوا؟

تو اس نے جواب دیا : ان کے پاس رات کا کھانا کھانے کے لیے سوائے دال اور پیاز کے کچھ نہ تھا، تو انہوں نے ناپسند کیا کہ آپ ان کے مونہ کی بوسو گھیں، تو عمر رحمہ اللہ تعالیٰ رونے لگے، اور پھر اپنی بیٹیوں کو کہنے لگے : میری بیٹیوں : تمہیں اس کا کوئی نفع اور فائدہ نہ ہو گا کہ طرح طرح اور انواع اقسام کے کھانے کھاؤ اور تمہارے باپ کو جنم کی آگ میں جانے کا حکم ہو، تو بیٹیاں بھی بلند آواز میں رونے لگیں۔

دیکھیں : عمر بن عبد العزیز، تالیف ڈاکٹر برنو (142)

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ جب مرگ الموت میں تھے تو انہیں کہا گیا کہ تم اپنی اولاد کو فقر کی حالت کر جھوڑ رہے ہو یہ اچھی بات نہیں، ان کی اولاد میں دس بیٹوں سے زیادہ تھے، انہیں بلایا، اور انہیں دیکھ کر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اور پھر کہنے لگے :

میرے بیٹوں : تمہارے والد کو دوچیزوں کے مابین اختیار دیا گیا ہے، یا تو تم مالدار بن جاؤ اور تمہارا باپ آگل میں جائے، یا پھر تم فقیر اور تنگ دست رہو اور تمہارا باپ جنت میں داخل ہو، لہذا تمہارا فقر اور تنگ دست رہنا اور تمہارے والد کا جنت میں داخل ہونا اسے اس سے زیادہ محظوظ تھا کہ تم مالدار بُنُو اور تمہارا والد آگل میں جائے، جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری خاطرت کرے اور تمہیں بچائے۔

اللہ تعالیٰ جی توفیق بخشے والا ہے۔

واللہ عالم۔